کلامِ حضرت خواج ناصر
مسمیٰ بہ
نغمۂ عشق
از
الشیخ ابوالفیضان ناصر الاسلام
حضرت سید العارفین مولانا محمد شفیع خواجہ ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ

چشمِ پرنم شعلہ افشاں تھی بجائے اشکِ غم
میرے پہلو میں مرا دل تھا کہ آتش خانہ تھا

میرا ہونا بزمِ مے میں تجکو ساقی یاد ہے
سوزِ دل تھا شیشۂ مے دردِ دل پیمانہ تھا

آتشیں رخسار تھا مجلس فروزِ جان و دل
دل جلوں کی آنکھ میں جو شمع تھی پروانہ تھا

رنگِ وحدت جلوہ گر تھا بزمِ حسن و عشق میں
عاشقوں کی بیخودی میں نازِ معشوقانہ تھا

وہ بھی کیا دن تھے کہ دل تھا مشربِ ملت سے دور
گہ چراغِ کعبہ تھا گہ جلوۂ بتخانہ تھا

وادئ ایمن جسے کہتے ہیں وہ تھا صحنِ دل
نام جسکا طورِ سینا تھا مرا کاشانہ تھا

ہو چکا صحرائے غم آباد ناصر چل بسا
بس وہی مردِ خدا آزاد تھا مردانہ تھا

پریشاں عارضِ جاناں پہ گر زلفِ معنبر ہو
تو شامِ غم سے پیدا جلوۂ صبحِ منور ہو

مقابل چشمِ نظارہ کے گر اس بت کا منظر ہو
تو ہر تارِ نظر تارِ شعاعِ مہرِ انور ہو

اگر بزمِ عدو میں شمعِ عارض شعلہ پرور ہو
تو عودِ شوق سے ہر دل جلا ہمرنگِ مجمر ہو

قدم فرسا ہے باغِ قدس ہو جبراں [?] جو ہرا دل
اگر ہمت کا بازو میں تری اے شیخ شہپر ہو

نہو پھر کیوں زباں گویا بھلا عرفاں کی مسند پر
ہے وحدت میں فرش آسا جو تیرا خود ثنا گر [?] ہو

کھلا دل ساقئ کوثر کے یادِ لعلِ رنگیں میں
لئے پھرتا ہے کیا کوثر تو خود ہی بحرِ کوثر ہو

صنم کے سنگِ در سے گر ہو فرسودگی سر کو
تو اے سرکش ترا ہر موئے تن ہمرنگِ خنجر ہو

مغنئ محبت زخمہ زن ہو رشتۂ الفت پر
تو ہر تارِ سرشکِ چشم موجِ نغمۂ تر ہو

لگا دل اس بتِ نو آسماں منزل سے اے غافل
کہ جسکی بزمِ عشرت گاہ میں خورشید ساغر ہو

لبِ خامہ پہ گر اس سبزہ خط کی ہو ثنا آنجی [?]
تو رشکِ مرغزارِ آہواں ہر نقشِ مسطر ہو

تری ہمت کی کشتی ہو محیطِ نہ فلک ناصر
جو بحرِ معرفت میں ایک دم کو بھی شناور ہو

عالمِ مستی ہے آئینہ رخِ پرنور کا
بیخودی میں دیکھتے ہیں ہم تماشا دور کا

حق حق حق

ہو ہو ہو

کلام حضرت خواجہ ناصر

مسمّی بہ

نغمۂ عشق

از تصنیف لطیف حضرت مولانا امین الدین الملقب المعروف ناصر الاسلام ابو الفیضان مرشدنا مولانا مولوی محمد شفیع صاحب تخلص ناصر

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ و نصلی علی حبیبہ نبی الکریم

وہ دن بھی یاد ہے کہ یہ کون و مکان نہ تھا
افسونِ حسن تھا مگر افسانہ خوان تھا
مجلس فروزِ وجد تھا ذکرِ حال و قال
آئینۂ مجاز نہ تھا روکشِ حیا
نیرنگیان فروش نہ تھا رنگِ اتحاد
چشمِ مشاہدہ مین نہ تھا نورِ معرفت
تھا ورد خیرِ پرستشِ عشاق گنجِ دل
تھی کسکی یاد دلمین کہ بھولا تھا وہ جہان
خانہ خراب ہون پہ نہ تھی سیلِ اشکِ خون
تھا رخنہ گر نقاب حیا شوق پردہ در
محشر نمائیان تھین اداؤن کے سامنے
تھی قتل گہ مین کشتون کو حاصل حیاتِ نو
دل پردہ دارِ رازِ محبت تھا اسلئے

جز شاہد وجود کسیکا نشان نہ تھا
دستان زنِ شہود تھا داستان نہ تھا
معنی طلب ترانۂ لفظ و بیان نہ تھا
حسنِ حیا مین جسکا افسون نہان نہ تھا
مہر و وفا سے طرزِ عداوت عیان نہ تھا
ورنہ شہود شاہدِ وحدت کہان نہ تھا
دیر و حرم کا نام کو نام و نشان نہ تھا
دور جسے دل تھا سرو خیالِ جنان نہ تھا
گردیدہ تھان دلِ ناشادمان نہ تھا
پردہ خیالِ غیر کا کچھ درمیان نہ تھا
شرمندۂ حیا ستم رازدان نہ تھا
وہ کون تشنہ کام تھا جو تر زبان نہ تھا
جو تیرا رازدان تھا مرا رازدان نہ تھا

تھا سب قصور خیرگیِ چشمِ عقل کا
ورنہ ترے جمال کا پردہ کہاں نہ تھا

تھی بزم مے کہ خرمنِ ہر بوالہوس تھا جمع
اچھا ہوا کہ ناصرِ آتش زباں نہ تھا

علمِ وجوب میں جو تکلم بزمِ فن میں تھا
کوئی سوائے ناصرِ رطب اللساں نہ تھا

شاہدِ معنی پہ جب سے دل مرا شیدا ہوا
جال جو صورت کا تھا مکڑی کا وہ جالا ہوا

چشمِ میگوں نے جو دیکھا اک نگاہِ ناز سے
خود محیطِ بادہ طوقِ گردنِ مینا ہوا

اک خدنگِ ناز نے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا
اب نشانہ او کماندارِ جفا پورا ہوا

وادیٔ وحشت ہے مردانِ محبت کا مقام
کوئی جو دسر بھولکر یاں آگیا تو گیا ہوا

بھر گئے یک لخت سب خار و خسِ دشتِ وجود
چشمِ گریاں سے رواں وہ موجِ دریا ہوا

وہ حیا تھی تیرے دلمیں جو کہ خوں ہو کر رہی
وہ ہمارا راز تھا جو دربدر رسوا ہوا

جب ہوا بیدار دل اُس پر کھلی شانِ وجوب
رہگیا منزل میں ہر امکانِ طلب سوتا ہوا

مذہب و مشرب سے یکسو ہے ترا محوِ لقا
دیر کیا کیسا حرم وہ ہر جگہ رسوا ہوا

جسنے کی بتخانۂ دل میں پرستش یار کی
کعبۂ یک رنگ کا بانی خلیل آسا ہوا

طور جسکا نام ہے وہ ہے تجلی گاہِ دل
ہے یہ وہ وادی شباں بھی آکے یاں موسیٰ ہوا

دیکھا او ظالم اثر افسونِ جذبِ عشق کا
دلمیں تیرے میرا دردِ مدعا پیدا ہوا

مرغِ دل اپنا ترے تارِ نظر میں جا پھنسا
دام یہ کاکل سے بڑھکر دوسرا پیدا ہوا

بولے وہ ناصر کو محوِ چشمِ میگوں دیکھکر
میرے میخانہ میں یہ میکش نیا پیدا ہوا

بزم میں شب یہ طلسمِ حال بتیانہ تھا
جو ترا دیوانہ تھا وہ عشق میں فرزانہ تھا

کل شبِ وعدہ جو لب پر نالۂ مستانہ تھا
اُس وفا دشمن جفا مشرب کا دل بیگانہ تھا

کر گئی مدہوش ہمکو وہ نگاہِ نیم باز
چشمِ مستِ ناز تھی یا ساغرِ میخانہ تھا

جلوہ گر اک اک ادا میں ہے تماشا طور کا
ہے جدا عالم دو عالم سے بتِ مغرور کا

ایک رشکِ حور کی الفت نے مارا ہے مجھے
نعش پہ چھڑکاؤ ہوگا خلد کے کافور کا

حق پہ سر کٹواتے آئے ہیں ہمیشہ اہلِ حق
کیا ہوا کاٹا اگر سر دار پر منصور کا

گردِ ماتم سے یہ رنگ اُسکے شہیدوں کا جما
روزِ روشن ہوگیا غازہ شبِ دیجور کا

پڑگئی رونے سے ٹھنڈک سی دلِ پرنور میں
اشکِ تر میں بھی اثر ہے مرہمِ کافور کا

کس لبِ میگوں کی الفت کا اثر ہے یا خدا
زخم کے انگور میں بھی ہے اثر انگور کا

ابر و گلشن جام و ساقی سے تعلق کیا مجھے
میں ہوں آں مستِ الست اُس نرگسِ مخمور کا

وعدۂ دیدارِ فردا دلفریبی کا ہے دام
منتظر ہوں گوشۂ مرقد میں نفخِ صور کا

بسکہ ہے اک آفتابِ حسن کا محوِ ادا
دل نہیں میری بغل میں جھاڑ ہے بلور کا

کسکی کاکل کا سیہ بختی سے رشتہ آ ملا
شام ہی سے دم اُلجھتا ہے شبِ دیجور کا

چشمِ وحدت بین سے دیکھو آکے بارِ وجود
ذرّے ذرّے میں تماشا ہے خدا کے نور کا

مشربِ رندان کے جو ہمدم بنے جام و سبو
شعبدہ ہے یہ کسکی نرگسِ مخمور کا

ہے یہاں پیشِ نگاہِ دل وہ جلوہ ہر گھڑی
جسکو تم موسیٰ کہا کرتے ہو جلوہ طور کا

مہروش کی آتش افروزی کا دیکھو تو اثر
چشمِ مردم میں جگہ پاتا ہے سرمہ طور کا

کیا جلایا ہے کہیں اُس برق وش کی آگ نے
طور ہے ہر سرو قد میں آج نخلِ طور کا

تیری شیدا ہیں انانیت کی نیت کے شہید
کیوں انا الحق کی صدا دیتا نہ دل منصور کا

دلمیں جلوہ دیکھتے ہیں ہم خدا کے نور کا
لن ترانی داستان ہے کہنہ کوہِ طور کا

جب کیا دلمیں تصور اُس سراپا نور کا
جلوہ پہلو میں نظر آیا چراغِ طور کا

ضبطِ سوزِ عشق نے سمجھو تنکا ہے ناصر اسقدر
دل نہیں پہلو میں اک شعلہ ہے برقِ طور کا

عاشقِ یکتا ہے گر محبوب ستمگر ہو
بندۂ مہر ازل ہو بندۂ آذر نہ

جان و مال جسم خاکی سر و بال و دشمن ہو
اگر تمہارا ورد الفت چارہ ہر سر نہو

تیری چوکھٹ سے سر شوریدہ چسپاں ہو گیا
نقش پیشانی ہمارا نقش سنگ در نہو

آرزو فانی کی فانی ہے اور امت سر پہ خاک
گر فنا پامال غم ہو گرد غم سر پر نہو

چشم ہے چشم جاناں دل ہو دلبر سے قریب
آنکھ کا حلقہ بھی رہن حلقہ ہائے در نہو

آفتاب حسن کے جلوے ہیں آنکھوں میں بھرے
پردہ ہائے چشم اک اک پردۂ خاور نہو

لیست و انوان و دل ہے اس جان جاں کی ہجر میں
سر پہ ٹوٹے کوہ غم یا آسمان سر پر نہو

سر کے چکرانے سے میری بھی چکر میں پڑے
گنبد گردوں بھی میرے بخت کا چکر نہو

ہیں سدا اپنے تصور سے ہوں سرگرم سیر
منہ پہ آنکھیں ہوں اور دل میں تمہارا گھر نہو

دل ہو جب بیت الصنم تو کیا بنے بیت الصمد
گھر میں آئے کیسے مہماں جبکہ خالی گھر نہو

چشم وحدت کو نہیں منظور رنگ ماسوا
تو ہی تو ہو غیر کا گذرے دل میں گھر نہو

دل میں ہو گر سر وحدت تو زباں ہو ترجماں
شمع کا کیا لطف گر قندیل روشنگر نہو

کاوش تیغ آزمائی نے کیا محو فنا
حیف ہے صبر آزما قاتل ترا خنجر نہو

بام عرفاں تک نہ پہنچے شیخ کا مرغ طلب
ہمت مرد آزمائے غم کا گر شہپر نہو

عاشق و معشوق میں ہے پردہ اک ناز و نیاز
تو بہ جتنا دلربا ہو وہ ترا دلبر نہو

ہیں بلائیں جذب دل کی لے رہا ہوں وصل میں
بدگماں ہیں وہ دل عاشق کہیں دلبر نہو

تیری سختی نے مجھے صبر آزمائی کی عطا
موم ہو کیوں میرا دل گر تیرا دل پتھر نہو

گر ہے پردے میں تجھے ناموس الفت کا خیال
شہرت طرز حیا اے بیوفا گھر گھر نہو

مردہ جاوید تھا اب زندہ جاوید ہوں
خنجر قاتل میں ناصر روح کا جوہر نہو

عنصر الفت کہاں ہو گر ترا پیکر نہو
جلوۂ معنی کہاں گر حسن صورت گر نہو

چشم اعدا میں نہ کھٹکے جتنا بیت ناتواں
شوخی چشم فتنہ میں دل کا ہرگز گھر نہو

دل اسیرِ ناوکِ مژگانِ جاناں ہو گیا
میرا اک اک موئے تن کیوں رگ زنِ نشتر نہ ہو

خاک سے رگڑیں جبیں کو پھوڑ دیں کیوں اپنا سر
تیرے مظہر کا اگر دیر و حرم مظہر نہ ہو

بوریا میں تیرے زاہد گر نہ ہو بوئے ریا
کیوں ترا نقشِ جبیں نقشِ دلِ دلبر نہ ہو

دل سے اپنے نقشِ نامِ ماسوا کو دور کر
صورتِ حق ہے کسی مورت کا یہ مندر نہ ہو

خاک اور آئیں حسرتیں کیونکر نہ خاکِ تیرہ پر
آئینہ باقی ہے اور روئے اِسکندر نہ ہو

بزمِ اعدا میں ہیں گر انکی یہی سرگرمیاں
میری آہِ سرد کا طوفان کہیں گھر گھر نہ ہو

شوقِ مضطر دے رہا ہے یہ سرِ مقتل صدا
ہو اجل گو درمیاں پر درمیاں خنجر نہ ہو

کہہ رہا ہے کسکا غمزہ جسم ہو پر جاں نہ ہو
کہہ رہا ہے کسکا خنجر دوش ہو پر سر نہ ہو

آمد و رفتِ نفس کی رمز ہے پاسِ نفس
یعنی اپنے صحنِ دل سے تو کبھی باہر نہ ہو

دلکو پر خوں غم سے کر گر ہے ہوس مطلوب کی
کیا بنیگی کیمیا کبریتِ احمر گر نہ ہو

رہنمائی پھر رہی ہے چار سو گم کردہ راہ
خضر کی ظلمت کا چشمہ بختِ اسکندر نہ ہو

مار ڈالا اضطرابِ شوقِ کشتن نے مجھے
سر پہ وہ خنجر چلائیں دوش پر یاں سر نہ ہو

ہنسکے زاہد تیری نار و خلد پر کہتے ہیں رند
آفتِ شیخ و برہمن ساقیٔ دلبر نہ ہو

آتی ہے حلقوم سے بسمل کے مقتل میں صدا
تیغِ جوہر دار میرے خون کا محضر نہ ہو

ضبطِ دل کی لذتیں ہیں حشر میں مُہرِ سکوت
کون ہے وہ جو تری بیداد کا خوگر نہ ہو

ذرہ ذرہ اِس زمیں کا بنگیا مہرِ جلال
مشرقستانِ ظہورِ والیٔ کلیر نہ ہو

چھیڑتا ہے مجھسے مستِ بادۂ توحید کو
ہر بلا تعزیرِ ناصح بر سرِ ممبر نہ ہو

جوشِ مستی میں پڑھی ناصر نے محفل میں غزل
سر فرو اب بزم ہو کوئی سخن برتر نہ ہو

ساقیا رنگِ مئے وحدت ترے ساغر میں تھا
عکسِ معنی جلوہ گر یا صورتِ مظہر میں تھا

تفرقہ کیا چشمِ ابراہیم اور آذر میں تھا
بت شکن تیشہ وہی تھا جو کفِ بتگر میں تھا

ڈھونڈتے تھے جسکو ہم گلشن میں وہ گل گھر میں تھا
جسکو ہم دلبر سمجھتے تھے وہ چون دل بر میں تھا

حسرتِ نظارہ تھی قاتل تغافل کیش تھا
آنکھ کا حلقہ ہمارا حلقۂ جوہر میں تھا

ہوش وحشت میں نہ تھا یہ محوِ شوقِ دید تھا
سر مرا چاکِ گریبان میں کہ چاکِ در میں تھا

جامِ صہبا میں بھلا یہ کیفِ بدمستی کہاں
دورِ چشمِ مستِ ساقی گردشِ ساغر میں تھا

اوٹھ گیا تھا جب ازل میں پردۂ حسنِ قدم
چار جوہر کا تماشا تیرے اک جوہر میں تھا

شوقِ نظارہ سے تھا ناموسِ عالم چاک چاک
آنکھ اک در سے لڑی تھی رخنہ کیون ہر در میں تھا

کوئے قاتل میں رقیبوں سے نہ لاشہ اوٹھ سکا
بارِ ارمان کسقدر میرے تنِ لاغر میں تھا

ہے بجا گر پاؤن پڑنے سے تمھیں ایذا ہوئی
خارِ صحرا کا اثر میرے تنِ لاغر میں تھا

مست ہر دم تیری مدہوشانِ چشمِ مست تھے
کیف جو تھا جام میں وہ کاسہ ہاے سر میں تھا

تھا یہ سب زاہد تری چشمِ غلط بین کا قصور
ڈھونڈتا تھا جسکو بحر و بر میں وہ خود بر میں تھا

حسن کی حیرت سے تھا محوِ تحیر آئینہ
گردشِ چشمِ سیہ سے آسمان چکر میں تھا

بعدِ مردن کچھ نہ تھا جاہ و حشم مال و نعم
تھی وہ مشتِ خاک جو کچھ دستِ اسکندر میں تھا

وصل بہر کل کہہ رہا تھا چرخِ گردان پیچ و تاب
آفتاب اک چرخ پر تھا ایک میرے گھر میں تھا

بامِ امکان پر اڑا کیون چھوڑ کر قصرِ قدم
میرا مرغِ شوق دستِ والئے کل میں تھا

ڈھا دیا کیون آستان اپنا بتِ بے پیر نے
ناصحِ خودسر کا سر کیا اُسکے سنگِ در میں تھا

ایک قافیہ میں غزل

سب خمیرِ عنصرِ الفت تمہے خنجر میں تھا
شوقِ دل ذوقِ فنا جو کچھ کہ تھا خنجر میں تھا

تشنہ کامانِ شہادت کو نہ سیرابی ہوئی
موج زن بحرِ فنا قاتل کے گو خنجر میں تھا

ضبطِ شوقِ قتل نے آخر اثر دکھلا دیا
داغ جو سینہ میں تھا وہ جوہرِ خنجر میں تھا

سر بکف پھرتا ہوں مدت سے امیدِ قتل میں
تھا کمر میں تیری خنجر دل مرا خنجر میں تھا

ہر دہانِ زخم سے یوں لذتیں گویا ہوئیں
کچھ نہ تھا اس زخم میں جو تھا ترے خنجر میں تھا

قبلِ کشتن ہو گیا تھا ذوقِ کشتن کا شہید
دوش پر سر تھا بظاہر دل مگر خنجر میں تھا

ہائے میرے قتل پر قاتل بھی رویا زار زار
زیرِ لب تھا گر تبسم تو لبِ خنجر میں تھا

پڑ گیا تھا مرغِ دل کا عکسِ بیتابی کہیں
بیقراری کا ہیولا پیکرِ خنجر میں تھا

بعدِ مردن کیوں گراں قاتل کی نظروں میں ہو نعش
دم مرا بارِ گراں بنکر دمِ خنجر میں تھا

حسرتِ دیدار دل میں لے گیا کشتہ ترا
کیا تغافل کا کوئی جوہر ترے خنجر میں تھا

وہ تماشا دیکھتے تھے اضطرابِ قتل کا
دوش پر یا سر تھا یا لٹکا ہوا خنجر میں تھا

تیرا کشتہ ہو گیا ذوقِ شہادت کا شہید
آبِ کوثر کا مزا آبِ دمِ خنجر میں تھا

آگ لگجاتی خدایا تفتہ جانی کو کہیں
میرے خونِ گرم سے چھالا لبِ خنجر میں تھا

ذبح کرتا کیوں نہ اہلِ بزم کو اپنا کلام
ناصرا خود اس غزل کا قافیہ خنجر میں تھا

تماشا شاخِ قلم سے میری نقشا رنگِ گلشن کا
تماشا دیکھ او بلبل ہماری طبعِ پُرفن کا

مری شیریں بیانی نے کیا لب بند دشمن کا
مقابل ہو سکے ہے حوصلہ کس سامری فن کا

مرے رنگِ سخن نے کر دیا ہے خون گلشن کا
صریرِ کلک ہے بلبل کے حق میں نغمہ شیون کا

تصور جب سے ہے دل میں تمہارے روئے روشن کا
چراغِ کشتہ ہے نظروں میں جلوہ شمعِ ایمن کا

کرینگی بلبلیں نالے نہ کیجے عزمِ گلشن کا
گلوں کا رنگ اڑ اڑ کر جمیگا رنگ شیون کا

یہ سب نخلِ تمنائے دلِ دشمن کا ثمرہ تھا
جو رسوائے جہاں اب تک ہے نغمہ نخلِ ایمن کا

ہوا ہے زاہدوں کو صومعہ پر دیر کا دھوکا
مرے نالوں میں ہے اندازِ ناقوسِ برہمن کا

ملے گر تیغِ ابرو حشر ہو گورِ غریباں میں
اُٹھیں قبروں سے مُردے معجزہ ہو طرزِ کشتن کا

نشانِ آوارگانِ عشق کا صیاد نے پوچھا
وہ اپنے حسن سے پوچھے پتا اُنکے نشیمن کا

قیامت یاد آتی ہے مچلکر جب وہ چلتے ہیں
جھٹک کر گوشۂ مدفن سے گوشہ اپنے دامن کا

پسِ مردن بھی وہ جلوے دکھائے داغِ الفت نے
بنا خورشید پروانہ ہماری شمعِ مدفن کا

پھر سارا اقتضا نیرنگیِ حسنِ احد کا ہے | نہ توڑیں رشتۂ ہم تسبیح و زنارِ برہمن کا
پسِ مردن وہ مہرو فاتحہ کو قبر پر آیا | اڑا خورشید بنکر ذرہ اپنی خاکِ مدفن کا
اوٹھا ہے جھوم کر ابرِ کرم فصلِ بہار آئی | ادھیگا سما قیا کب پردۂ وحشت نے کی جوبن کا
بہار آئی ہے گلشن میں گھٹا کھل کھل کے برسی ہے | اڑا تم بھی کھلو ہم سے اوٹھا کر پردہ چلمن کا
ہوا گم جستجو میں تیری مرغِ فکر جوں عنقا | نشاں جز بے نشانی کچھ نہ پایا تیرے مسکن کا

دکھا کر جلوۂ وحدت اوٹھا کر پردۂ کثرت
مٹا دو آج جھگڑا ناصرا شیخ و برہمن کا

خیال آتا ہے پردہ کر تیرے بیساختہ پن کا | مٹا جاتا ہے بن بن کر نظر میں نقشا گلشن کا
دکھاؤں رنگ جا کر میں بھی اپنی طبع پر فن کا | کہ فصلِ گل میں کچھ بدلا ہوا ہے رنگ گلشن کا
گلونکے زخم بو دینے لگے مرہم سے کیا حاصل | کہ فصلِ گل میں ہے درکار پھایا رنگ گلشن کا
خبر دی نالۂ بلبل نے دل کے ٹوٹ جانے کی | کبھی گر نام کو بھی پھول ٹوٹا کوئی گلشن کا
گلِ داغِ دلِ بلبل کا جذبِ شوق ہے شاید | گریباں چاک رہتا ہے جو یوں گلہائے گلشن کا
چمن مشتاق کس غنچہ دہن کے ہے تکلم کا | کہ تنگئ گوشِ عاشق بن گیا ہر پھول گلشن کا
سناتے گوشِ بلبل میں ہیں بادِ صبح کے جھونکے | نہ تو ہوگی نہ گل ہوگا نہ ہوگا نام گلشن کا
جھکے ہیں جوشِ مستی سے گلوں کے سر گریباں میں | یہ دورِ چشم ہے یا دور میں ہے جام گلشن کا
کیا ہے چاک آہوں نے میری جیبِ ہر گل کو | ملایا ہے میرے نالوں نے دل مرغانِ گلشن کا
دلِ وابستہ میں ہے سیر ہمکو ہفت جنت کی | تماشا دیکھتے ہیں ایک ہی غنچہ میں گلشن کا
نسیمِ صبح لے آئی ہے خوشبو کسکے کاکل کی | اوڑا جاتا ہے بو ہو کر چمن سے رنگ گلشن کا
برستی نیستی ہے ہستئ امکان کی شاخوں پر | اوڑا وہ رنگ ہے یہ زمزمہ ہر مرغ گلشن کا
مضامینِ محبت کے غزل میں دیکھ گل بوٹے | مری شاخِ قلم پر گل کھلا ہے شاخِ گلشن کا

قبا ہے ہستئ گل پارہ پارہ کیوں نہو ناصر

ملا ہے رشتہ نوکِ خار سے دامانِ گلشن کا

نسبتِ الفت دل و دلبر مین یکسان چاہیئے ۔ شعلہ رو تم ہو تو دل بھی شعلہ افشان چاہیئے
غم مین اُس پردہ نشین کے پاسِ افغان چاہیئے ۔ پردہ گوشِ ادب مین شورِ پنہان چاہیئے
تمکو گر نقدِ دل و جان دین و ایمان چاہیئے ۔ مجکو بھی ان سبکے بدلے میرا ارمان چاہیئے
ہر بنِ مو کی صدا ہے بنکے اک ناقوسِ غم ۔ بندۂ الفت تمھارا نامسلمان چاہیئے
گھلگیا خورشید رو کی مہر مین مین ناتوان ۔ میرا مدفن ذرۂ ریگِ بیابان چاہیئے
بارِ غم کر دیا قاتل کی نظرون مین سبک ۔ جائے سرگردن پہ میری بارِ احسان چاہیئے
شمعِ تاریکِ لحد مین کام آئے گا یہی ۔ داغِ الفت پہلوئے دل مین درخشان چاہیئے
جان و دل سے ہین فدائے مصحفِ رخسار جو ۔ چاہیئے مومن کے دلمین حبِ قرآن چاہیئے
دیر و کعبہ سے غرض رکھتے نہین جو یار تیرے ۔ انکا دل بس سوزِ غم سے تیرے سوزان چاہیئے
خلق کو آوارگی نے میری آوارہ کیا ۔ میرے زندان کو بنا ہر در زندان چاہیئے
میرے دل مین گھر کر دیا میری آنکھون مین رہو ۔ یوسفِ ثانی ہو تم تمکو بھی زندان چاہیئے
دولتِ دارین کو دل سے مٹا کر یکقلم ۔ تیری خاکِ در کا پیشانی کو ارمان چاہیئے
ہمنشین ہون مین بہارِ ناز کا مارا ہوا ۔ جلوۂ گل کا سرِ تربت چراغان چاہیئے
اُس طلسمِ حسن کی ہین گر یہی نیرنگیان ۔ مجکو چون آئینہ ہر دم چشمِ حیران چاہیئے
ہے ازل سے ربطِ حسن و عشق مین گر سچ ہے یہ ۔ تیرے ارمان کا تیرے دلمین بھی ارمان چاہیئے
پانو کی لون یا کے لون سر کی خبر چکر مین ہون ۔ سر بصحرا چاہیئے تو پا بزندان چاہیئے
قامتِ بالا کے جو کشتے ہین انکی قبر پر ۔ ہے عبث سرو و چراغان سرو بستان چاہیئے
حرصِ دنیا حبِ عقبیٰ لیکے ڈالین خاک مین ۔ تیرے آشفتون کو بس تیرا ہی ارمان چاہیئے
گلشن اسرارِ خامہ قلزمِ معنی بیان ۔ میری تفہیم مضامین کو زباندان چاہیئے

شاہدِ بین کو لباسِ خودسری زیبا نہین

اسکو ناصر بیخودی کا ساز و ساماں چاہیئے

ہر مرقع میں نظر آسکے وہ یکتا ہو کر
خاکہ اوڑ تا رہا صورت کا ہیولا ہو کر

ایک ہے ممتنع و واجب و ممکن میں وجود
قطرے دریا ہی میں جا ملتے ہیں دریا ہو کر

بسکہ ہے عاشق و معشوق میں رنگِ حدت
جلوہ مجنوں نے دکھایا ہے لیلا ہو کر

ہائے بیمارِ محبت کو سسکتا چھوڑا
میری بالیں پہ نہ آئے وہ مسیحا ہو کر

بلبلوں میں دہنِ یار کا کچھ چرچا تھا
رنگ اوڑا عارضِ گلزار کا غنچا ہو کر

ہمکو شوخی کی قسم آج تخلا بالطبع
آنکھوں نے دلمیں سما جاؤ تمنا ہو کر

جینے پہ مرنے کو سو جینے سے بہتر سمجھوں
پردہ کہدیں کہ ہم آئینگے مسیحا ہو کر

جلوہ گر کون مرے دلمیں ہے پہچانو تو
آئے ہو طور سے اے حضرتِ موسیٰ ہو کر

دل ہوا بادۂ عرفاں سے مرا جب مخمور
آسماں نے مجھے دہوکا دیا مینا ہو کر

بزمِ اغیار میں دزدیدہ نظر سے دیکھا
انکی بے پردگی رسوا ہوئی پردا ہو کر

وادیٔ عشق میں وحشی تری کیا سیر ہوئیں
رہگیا ضبطِ جنوں پاؤں کا چھالا ہو کر

خالِ رخسار نے دل کو یہ دکھایا جلوہ
جل گیا مہرِ فلک داغِ سویدا ہو کر

لامکانی ہو تماشائی ہو ہر جائی ہو
چشمِ نظارہ میں آؤ نہ تماشا ہو کر

پردہ اُس پردہ نشیں کا ہے یہیں مدِ نظر
اُسکی آنکھوں میں سما جائینگے پردا ہو کر

پائے وحشت میں مرے سلسلہائے تقدیر
پڑ گئے پیچ و خمِ زلفِ چلیپا ہو کر

وصل میں خوف سے ہجر انکے یہ چھائی زردی
عارضِ شمع سے رنگ اوڑ گیا پھیکا ہو کر

چارہ سو وسعتِ عرفاں نے بچھایا وہ جال
شیخ آنکھوں میں سمایا مری جالا ہو کر

ذکرِ دیدار تو ہے گرچہ صدائے ارنی
لن ترانی ہی بنے جب دم تقاضا ہو کر

ناصر آشفتہ نوا است مئے بادۂ چشت
کیوں ہے پابندِ حیا عاشقِ مولا ہو کر

جلانے کا کیف جب ہے کہ مطلق دہان نہو
آہِ جگر فروز حریفِ فغان نہو

لاکھون کے جستجو مین تمھارے نشان ملے
اگر تم ہو بانشان تو کوئی بے نشان نہو

جو بے نشان ہوئے انھین تیرا نشان ملا
الم گشتگی ہی خضرِ رہِ کاروان نہو

خود بے نشانیان تری پیدا کرین نشان
گر دل مین تیرے خواہشِ نام و نشان نہو

ہے خود خودی ہی حائلِ مقصودِ بیخودی
گر بے نشان ہو کوئی تو کیون بانشان نہو

کرتا ہون دل مین ذکر تمھارا اگر ہے خوف
میرا رقیب میرا کہین رازدان نہو

امکان ہے کشتہ اپنے ہی حسنِ وجود کا
بلبل کا خون ہی رنگِ رخِ گلستان نہو

جوشِ جنون سے ہے مرے صحرا الٹ پلٹ
سر پر زمین ہو زیرِ قدم آسمان نہو

سیرِ چمن ہے خونِ شہیدِ ناز کا معرکہ
قدِ روان سے سرو پہ خنجر روان نہو

محفل مین نیچی نیچی نگاہین ہین غیر پر
اور پھر بھی کہہ رہے ہین کہ تو بدگمان نہو

جلوت مین جب تک اِسے دوئی کا حجاب ہے
خلوت سرائے یار کا دل پاسبان نہو

پرواز گر ہوائے فنا مین نہ کر سکے
بالانشینِ بامِ بقا مرغِ جان نہو

قاتل سے تیغ بھی نہ کھنچی بسبب نازکی
کیون کاہِ آرزو مرا کوہِ گران نہو

چون آئینہ نظارۂ قاتل مین محو ہون
ہر موئے تن مرا مژۂ خونچکان نہو

پنہان ہے رازِ شاہدِ معنی زبان کے ساتھ
نکلے اگر زبان سے تو منھ مین زبان نہو

مرتا ہون تیرے جور پہ ہنستا ہے مجھ پہ غیر
میرے اِس امتحان مین ترا امتحان نہو

مقتل مین سر کا زانوِ قاتل ہو تکیہ گاہ
جز خنجرِ نگاہ کوئی درمیان نہو

محوِ خلش ہین دلمین دوئی سو حسرتین
پہلو مین اُنکا تیر ہو دل کا نشان نہو

ہر رگ مین ہے وحدتِ مطلق چھپی ہوئی
اگر تم نہان نہو تو کوئی شے عیان نہو

اِس آئینہ مین صاف ہمین ہم نظر پڑین
عکسِ خیالِ غیر جو رخ پر عیان نہو

آئینہ بنکے صورتِ حسنِ صنم کو دیکھ
دیکھین تو کیسے شاہدِ معنی عیان نہو

صحرا نوردیوں سے ملیگی کہاں پناہ
چکر جو پانو میں ہے یہی آسمان ہو

بزمِ شبِ وصال ہے وہ مستِ ناز ہیں
ڈرتا ہوں گھات میں ستمِ آسمان ہو

ہر داغِ دل کی موسمِ گل میں ہے یہ صدا
اُجڑے وہ باغ جسکا کہ تو باغبان ہو

کیوں پردہ در ہو شوقِ لقا نالۂ دلکا
پردہ تری حیا کا اگر درمیان ہو

ہے آسمان زمینِ سخن اوجِ فکر سے
اس چرخ پر کسیکو عروجِ بیان ہو

میں ہوں کلیم گر ہے کوئی سامری فسون
اعجز بیان کے سامنے سحر البیان ہو

میرا سمندِ خامہ سمندر خصال ہے
آتش زبان ہوں میرا کوئی ہمزبان ہو

ناصر نہ پہنچے منزلِ مقصود پر کوئی
گر خضرِ راہ بیعتِ پیرِ مغان ہو

دل و جان جل بجھیں گو غم سے پر ظاہر دھواں کیوں ہو
اگر یاں درد پہلو میں ہو پر لب پر فغاں کیوں ہو

اگر شوقِ لقا کا مدعا نکلے تو دم نکلے
شکایت جان کنی کی پھر بجانِ ناتواں کیوں ہو

نہو گردش اگر تمھاری چشمِ میگوں میں
تو پھر تقدیر کا چکر ہماری آسماں کیوں ہو

تعلق جسم و جان کا چھوٹتا ہی تو پسِ مُردن
بھلا تم جیتے جی مجھ سے جدا ہو میری جاں کیوں ہو

تمھارا ہاتھ بھی ہلکا نہیں خنجر بھی ہے بُرّاں
سبک خو سخت جانی سے ہو نہیں تم سرگراں کیوں ہو

غیورانِ شہادت یہ صدا دیتے ہیں مقتل میں
کہ جب تم جانِ جان ٹھہرے تو پھر جانِ جہاں کیوں ہو

تری سودائیوں سے شورشِ جنت یہ کہتی ہے
زمیں جب پانو سے نکلے تو سر پر آسماں کیوں ہو

تعین ہر شے میں ہو ہر اسم میں ہو ہر مسمیٰ میں
نشانِ بے نشاں کیوں ہو مکانِ لامکاں کیوں ہو

تپِ غم سے ہی گر مرنا ہے تو گھٹ گھٹ کے مر جائیں
جسے کہتے ہیں گردوں میری آنکھوں کا دھواں کیوں ہو

تری شوخی نے مارا ہے مگر ہم اسپہ مرتے ہیں
تری طرزِ جفا کے زخم کا پردہ آسماں کیوں ہو

نہ سوئے غیر شب بھر اور نہ سوئے وہ یہ حسرت ہے
کہ میرا نالۂ دل انکے در کا پاسباں کیوں ہو

نہ سوئے رات بھر تڑپا کئے ہے صبح کو یہ رونا
جسے تم دردِ دل کہتے ہو میری داستاں کیوں ہو

کسیکو دیکے دل کوئی نوا سنجِ فغان کیون ہو
یہ بیباک سیچ ہے پر ناصر کا غالب ہمزبان کیون ہو

بعد از فنا مزار پہ آنے سے فائدہ
مرنے سے ہم مٹے تو جلانے سے فائدہ

ہمسے اُلجھکے بگڑے تو کاکل بنے کچھ اور
اِس شانہ اُنکی شان بنانے سے فائدہ

آنکھین ملائین خاک نہ جب دل ہی سے ملے
پھر عدو سے آنکھہ ملانے سے فائدہ

جب بیوفائیون کا تمھارے گِلا نہین
باتین وفا کی ہمکو سُنانے سے فائدہ

قدِ نظر جو یان سے اوٹھا نا نہین مرا
پہلو مین پھر عدو کو بٹھانے سے فائدہ

تربت کو میری روندہ رہے ہین وہ پانونسے
جو خود مٹا ہو اُسکے مٹانے سے فائدہ

دل خود نشانہ ناوکِ مژگان کا ہوگیا
رک رک کے اُسپہ تیر لگانے سے فائدہ

غمّاز غمزہ کھول رہا ہے لگاؤ مین
محفل مین ہمسے آنکھہ چُرانے سے فائدہ

پردے ہون لاکھہ پر ہو ہماری نگاہ مین
چھپ چھپ کے بزمِ غیر مین جانے سے فائدہ

ناصر خود آپ سوختۂ سوزِ عشق ہے
ایسے جلے ہوئے کو جلانے سے فائدہ

نہ چھیڑو ہمکو کہ بیٹھے ہین دل جلائے ہوئے
سُلگکے آتشِ رخسے ہین لو لگائے ہوئے

وہین سے آتے ہین ہم دلپہ چوٹ کھائے ہوئے
حیا کے صدمے نگہ کے ستم اوٹھائے ہوئے

سوائے دزدِ حنا ایسی کسکی جرأت ہے
یہ کون جو لیئے جاتا ہے دل چُرائے ہوئے

زبان دکھاتے ہین سوکھی شوخیِ وحشت مین
ہین آبلونپہ سے خار خار کھائے ہوئے

ہے کون جسکا نہین ذکر تیری محفل مین
ہمین ہین وہ جو ترے دل سے ہین بھلائے ہوئے

غمِ فراقِ صنم مین دیا کسی نے نہ ساتھ
قرار و ہوش جو اپنے تھے سب پرائے ہوئے

خدا کے واسطے دیکھو یہ کون جاتا ہے
اُڑاکے پہلو سے دل کو نظر بچائے ہوئے

حرم مین دیر مین کس لیئے گبر و شیخ ڈھونڈتے ہین
انھین جو آنکھہ کی پتلی مین ہین سمائے ہوئے

انھیں کے ہم بھی ہیں غارت گئے ہوئے ناصر
وہ چھپکے چھپکے جو بیٹھے ہیں منھ چھپائے ہوئے

خدا کسی کا کسی کو بھی مبتلا نکرے — مریض درد جدائی کوئی ہوا نکرے
کسی کے عشق و محبت کا دم بھرا نکرے — سنے جو میری کوئی دل کہیں دیا نکرے
وہ کچھ بھی کیوں نہ کہیں کوئی کچھ کہا نکرے — غرض ہے انکی کوئی غیر کا گلا نکرے
وہ آنکھ بزم میں اسواسطے چراتے ہیں — کوئی نگاہ سے بھی عرض مدعا نکرے
حیا سے کہتی ہے ہنگام ناز شوخیٔ حسن — اگر ہے کچھ بھی حیا میرا سامنا نکرے
وہ کس ادا سے پکارے کہ دل بھی چل نکلا — ہمارے کوچہ میں شب کو کوئی پھرا نکرے
کہاں کی جلوت و خلوت کہاں کا قرب و مقام — ہماری مانے تو جز نام ہو سنا نکرے
نہیں رنگ وفا ہو نہ بوئے الفت ہو — الٰہی ایسا تو گل باغ میں کھلا نکرے
لگاؤ تاک کے یوں دل پہ میرے تیر نظر — کہ دل نشین ہو نشانہ ذرا خطا نکرے
مجھے وفا کا مزا ہے کروں نہیں کیوں نہ وفا — اسے جفا کی ہے عادت وہ کیوں جفا نکرے
اگرچہ شوق تو کہتا ہے مدعا کہیے — پر اس سے خاک کہیں جو کبھی کہا نکرے
کریں وہ لاکھ جفائیں پہ آئے شکوہ نکبھی — زبان پہ آئے شکایت وہ دن خدا نکرے
ہمارا نالہ عدو پر وہ کام کرتا ہے — کہ خواب میں بھی ترا حسن فتنہ زا نکرے
نہ دیکھو آئینہ خود اپنے مبتلا ہو گے — کہیں غضب نگہ چشم سرمہ سا نکرے

تم اسکی باتوں پہ دل دے نہ بیٹھنا ناصر
وفا کے بدلے وہ ظالم کہیں جفا نکرے

موج نسیم بھی ہے گراں جسم و جاں پہ — یہ ناتوانیاں ہیں ترے ناتواں پہ
آتش رخوں کے عشق نے ایسا جلا دیا — خاشاک کا گمان ہے مرے استخواں پہ
لے اب تو شاد ہو دل حسرت زدہ کہیں — آمادہ ہو گیا ہے وہ بت امتحاں پہ

ہستی کے ہیں نشان سے عیاں بے نشانیاں
شانِ فنا برستی ہے میری نشان پر

کس شعلہ رو کی کرتا ہوں الفت کی گفتگو
آتش دہن میں ہے کہ سخن ہے زبان پر

کہتے ہیں وہ کہ غمزہ ہی غماز ہے مرا
تہمت لگی ہے چور کی تو پاسبان پر

ہوتے نہ ہم تو آپ کا جوبن تھا بے فروغ
لطفِ چمن ہے مرغِ چمن کے بیان پر

پھونکا ہے کیا عدو نے فسوں اسکے کان میں
رکھتا ہے میرے نام سے بھی ہاتھ کان پر

یہ لالہ و شفق نہیں ناصر کی حسرتیں
رنگ اپنے لا رہی ہیں زمین و زبان پر

سوزِ الفت سے تڑپتا جو مرا دل نکلا
بولا وہ شوخ محبت کا یہ حاصل نکلا

حسن میں تو ہے تو میں عشق میں ہوں فردا
نہ مرا اور نہ ترا کوئی مقابل نکلا

شوخیِ عشق تو دیکھو کہ مرا داغِ جنوں
خالِ رخسار کے تل ہی کے مقابل نکلا

جب ہوا نعش پہ ہنگامۂ شیون بولے
مرنے والا ہی مرا رونقِ محفل نکلا

جلوۂ شاہدِ معنی کا کیا نظارہ
منظرِ حسنِ ازل خاص مرا دل نکلا

دیر و کعبہ میں تھا غلغلِ حسنِ بتِ ہرجائی کا
دل کے کاشانہ میں وہ حور شمائل نکلا

حسن اور عشق میں ہے جذب کا رشتہ واحد
گھر سے نکلا وہ ادھر میرا ادھر دل نکلا

شعلہ رویوں کی محبت کا نتیجہ اخگر
یہی نکلا مرے پہلو سے مرا دل نکلا

دیکھو شامت کہ خمِ زلف کے پھندے میں پھنسا
دلِ آزاد بھی پابِ سلاسل نکلا

کس بلا کی ہے تڑپ دل میں الٰہی توبہ
تیر نکلا بھی تو چوں طائرِ بسمل نکلا

صورتِ بت میں نہ دیکھا کبھی حسنِ معنی
ہو کے بیدار بھی دل شیخ کا غافل نکلا

جذبِ الفت نے دکھایا پسِ کشتن یہ اثر
کٹا کر سر کو تڑپتا مرا قاتل نکلا

قتل کرنے کو تو نکلا ہی سنبھل پر قاتل
دیکھ وہ ناوکِ آہِ دلِ بسمل نکلا

نہ کھلا ناخنِ تدبیر سے جز ہمتِ شیخ
عقدۂ رشتۂ دل عقدۂ مشکل نکلا

دل سے جب الفتِ کثرت کو نکالا ناصر
جلوۂ شاہدِ وحدت کا یہ محمل نکلا

منہ کو پھیرو ادہر ابرو کو ذرا ہونے دو
سر کو دیکھو تو فدا تیغِ ادا ہونے دو

بلبلیں ہوتی ہیں گلشن میں گلوں پہ قربان
تم مجھے اپنے گلِ رخ پہ فدا ہونے دو

توڑ کر توبہ چلے آئیں گے ہم بھی ساقی
بوندے پڑنے دو دہنِ غنچہ وا ہونے دو

یاد آتا ہے تبسم کسی گل رو کا مجھے
بجلیوں کو مرے سینہ پہ فدا ہونے دو

قتل کرنے کی تمنا ہے تو مت دیر کرو
لو گلا کاٹ لو اور محوِ رضا ہونے دو

خاکِ صحرا ہی کا بس فرش مجھے کافی ہے
بادِ صحرا ہی کو فراش مرا ہونے دو

نہیں گر تنگئے آغوش ستمگر حاصل
تیغ ہی سے لو ہم آغوش ذرا ہونے دو

ہائے تم لیکے پھرو غیر کو اور یوں کہتے
گر کسی اور کو غم ہو تو پڑا ہونے دو

کہا غیروں نے وہ مرتا ہے تو کیا کہتے ہیں
کہیں مرنے دو اوسے دور بلا ہونے دو

جیتے جی بھی کہیں جان جسم سے ہوتی ہے جدا
میری جان تم ہو نہ اپنے سے جدا ہونے دو

باقی بنجاؤ فنا ہو کے بقا میں ناصر
حسرتِ عالمِ فانی کو فنا ہونے دو

انکار پسندیدہ نہیں خلقِ نکو سے
ہے موسمِ گل ہنسکے لپٹ جاؤ گلو سے

او غیرتِ گلشن تو ہے وہ سروِ لطافت
پھولوں میں مہک ہے تری رخسار کی بو سے

واں پاسِ جفا ہے تو یہاں پاسِ وفا ہے
ملتی ہوئی ہے خوئے ستمگر مری خو سے

تا عرصۂ محشر میں نہ شرمندۂ غم ہوں
رنگ لیجئو قاتل ذرا ہاتوں کو لہو سے

نکلا ہے قمر چاندنی پھیلی ہے چمن میں
تو بھی تو ذرا پردہ اوٹھا روئے نکو سے

غرقِ آبِ ندامت نہ کہیں سروِ سہی ہو
گذرو نہ خدا کے لئے دیکھو لبِ جو سے

ہم غیرتِ ناموسِ محبت کے ہیں کشتے
گر ربط نہیں ہم سے نہو ربط کسو سے

پہر موسمِ گل آئی چٹکنے لگے غنچے ‖ پھر دست و گریبان ہے مرا چاک رفو سے

جو مست مئے جلوۂ توحید ہین ناصر
کیا کام انہین ساقی و صہبا و سبو سے

آنکھو نمین شرم ہے نہ نظر مین حجاب ہے ‖ کیا یہ بہی کوئی طرزِ نورِ دِ نقاب ہے
آنکھو نمین ان بتو نکی اگر انقلاب ہو ‖ زلفِ سیہ مین بہی تو غضب پیچ و تاب ہے
جور و جفا کو چہوڑ دے ہنس بول سب کے ساتھ ‖ قائم نہ رہ سکیگا یہ رنگِ شباب ہے
کیون باتین ناز و کبر کی زیبا نہون تمہین ‖ جوبن پہ حُسن زور پہ عہدِ شباب ہے
ہمراہِ غیر دیکھہ کے مجکو جو ہنس پڑا ‖ ردِّ کرم پہ اوسکے ستم کا جواب ہے
گر میرے رنگِ زرد سے ہے زعفران خجل ‖ شرمندہ تیرے رنگ سے رنگِ شہاب ہے
زلفین نہین ہین عارضِ جانان کی گرد گرد ‖ ابرِ سیہ محیطِ رُخِ آفتاب ہے
بیباکیان جو ظلم مین کرتے ہوا ہے بتو ‖ ایمان سے کہو کہ یہ کارِ ثواب ہے
کُھل جاتا مہر و ماہ کا دعوئے ابہی ابہی ‖ پر کیا کرین کہ چہرے پہ اُنکے نقاب ہے
زلفین تو سر چڑہی ہین یہ بل لائینگی ضرور ‖ موئے کمر مین کسکے لئے پیچ و تاب ہے

ناصر کے رنگِ طبع کا کیا ذکر ہو سکے
ہندوستان مین ایک یہی انتخاب ہے

دل پہ سِرِّ کُنتُ کنزاً گر عیان ہو جائیگا ‖ چشمِ حق بین مین سیہ سارا جہان ہو جائیگا
وادیٔ وحشت قیامت ترجمان ہو جائیگا ‖ نالہ نفخِ صور کو اک نردبان ہو جائیگا
حال دردِ دل اگر اُنپر عیان ہو جائیگا ‖ اُنکی خاموشی ہی میرا داستان ہو جائیگا
کعبہ مین گر شیخ کو نسبت ہو نفیِ غیر کی ‖ ہر مکان اُسکی نظر مین لامکان ہو جائیگا
گر نہ تکلیفِ سخن کی خاطرِ ناشاد نے ‖ میری خاموشی مرے لب کا فغان ہو جائیگا
ہون سراپا گرم اظہارِ تمنا اس قدر ‖ تیر جو پہلو سے نکلے گا زبان ہو جائیگا

گر رقیبون نے نہ چھوڑیگی تری دل بستگی — کیون وہان زخمِ دل مُہرِ فغان ہوجائیگا

گر یہی ہی پاس ضبطِ دردِ دل تو دیکھنا — میرا نالہ ہی تمہارا پاسبان ہوجائیگا

گر وہ دشمن پائے کہ عشقِ آتشین رخسار ہو — میرے جلنے پر فلک جلکر دھوان ہوجائیگا

آرزوئے قتل مین پنہان تہین دلکی حسرتین — مین نہ سمجھا تہا کہ قاتل مہربان ہوجائیگا

گر یہی ہی لاغری تو فکرِ عریانی عبث — روح کی فرسودگی کو جسمِ جان ہوجائیگا

فصلِ گل گذرے گی گر یون ہی فراقِ یار مین — ہونگے زخم ایسے ہرے دل بوستان ہوجائیگا

بسکہ ہی مضمون نازک ناصرا مرغوبِ دل
شعر سنکر زباندان بے زبان ہوجائیگا

کیا خبر تہی مہربان نامہربان ہوجائیگا — دوست میرا میرے دشمن کی زبان ہوجائیگا

وصل مین گر حوصلہ دلکا عیان ہوجائیگا — گر گمان اچھا ہی ہوگا بدگمان ہوجائیگا

گر مرا ناقوسِ دل گرمِ فغان ہوجائیگا — گبر و مومن پر عیان رنگِ نہان ہوجائیگا

تیرے آشفتہ نکو شکلِ اشک گہر کی فکر کیا — گر پڑے جس خاک پر اُنکا مکان ہوجائیگا

گر زبان پر شکوۂ بیداد آیا دیکھنا — چشمِ جانان سے ہی اک طوفان روان ہوجائیگا

حسن کے جلوونسے ہین بیخود ہون محفل مین کہ غیر — حوصلہ دونون کی الفت کا عیان ہوجائیگا

ہر نفس کی آمد و شد مین ہی غافل یہ صدا — آج جو کرنا ہی کر کل بے نشان ہوجائیگا

گر کھلیگی چشمِ دل کھل جائیگا رازِ وجود — صاف ہوگا آئینہ تو رخ عیان ہوجائیگا

ہی طلسمِ بے بقا لوحِ جہانِ بے ثبات — مت لگا نقشِ دل اسپر نشان ہوجائیگا

کوئی دن کے ہم ہین مہمان دہر ہی مہمانسرا — قافلہ یہ اور ہی جانب روان ہوجائیگا

ہنستے ہنستے لوٹ ہونگے وان وہ سنکر دردِ دل — رنگِ رخ یان میر کشتِ زعفران ہوجائیگا

گر یہی ہی نسبتِ جذبِ محبت دیکھنا — داستان میرا تمہارا داستان ہوجائیگا

گردشِ چشمِ بتان پیسیگی سرمے کی طرح — گر نہ اپنا دشمنِ جان آسمان ہوجائیگا

کب ملیگا چین دل کو خار خار رشک سے — گر ہوئے تم دوست دشمن آسمان ہو جائیگا

تیر مژگان مژہ کی آبیاری دیکھنا — زخم دل ہوکر ہرا اک بوستان ہو جائیگا

زلف سیدھی ہو تو سیدھا ہو خم تقدیر بھی — تو ہو گر اپنا تو اپنا آسمان ہو جائیگا

اضطراب دل کا یہ عالم ہے تو سینہ مرا — طائر بسمل کا گویا آشیان ہو جائیگا

تیغ کی بُرّش زیادہ ہے کہ بسمل کی طپش — امتحان دونوں کا وقت امتحان ہو جائیگا

گرد کلفت گر اوڑیگی سر پہ ہوگی اک زمین — گر دھوان دل سے اوٹھیگا آسمان ہو جائیگا

آبرو دزد نگاہ رکھہ لیگا بزم غیر مین — چور ہے آخر ہمارا پاسبان ہو جائیگا

جنکے افشان بام پر ہرگز نہ جانا وقت شام — مثل دل رنگ شفق بھی خونفشان ہو جائیگا

گر مٹا حرف دوئی دل سے تو نام دیکھنا
مرغ مقصد تیرا وحدت آشیان ہو جائیگا

اوسکی نظر سے بچنے کی قابل سپر کہان — یہ تاب دل کہان یہ توان جگر کہان

بزم عدو مین وہ بھی تو کہتے ہین مجکو غیر — اے آہ شعلہ خیز ترے اثر کہان

دل لیکے ہی خیال کہ جان و جگر بھی لے — پھانسے گذر گئے ٹھہری یارب نظر کہان

اوسکی شعاع حسن کا ہر سو بچھا ہے جال — دیکھینگے پھنسکے جائیگا مرغ نظر کہان

دل مین جگر مین پہلو مین سینہ مین ہو تم تمہین — پھر کیسے یہ کہون کہ ہو تم جلوہ گر کہان

آنکھون سے آنکھ آج ملاتے ہی بزم مین — ہم ہین یہ لے چلا دل و دین ہو جگر کہان

کیا پہوڑین سر کو دامن صحرا و کوہ مین — پتھر بہت ہین لیکے ترا سنگ در کہان

قاتل کے آستانہ پہ ہر دم ہے صبح عید — پرورش پر کسی کی پڑے نذر سر کہان

گو پہلتے پہولتے ہین نہالان آرزو — پر اپنے نخل ماتم دل کا ثمر کہان

شیرین کا آستانہ بنا تہا اسی لئے — پہوڑا ہے کوہکن نے عبث جا کے سر کہان

گر خاک بھی ہون ہم تو کدورت کا ڈر رہے — اوس بیوفا کے دل مین بنے اپنا گھر کہان

ہو لطفِ جورِ غیر پہ اور اسکا خون نہو
اپنے دلِ غیور کا ایسا جگر کہاں

گو اس زمین مین ریختے اوروں نے بہی لکہے
پر رنگِ طبعِ ناصرِ آشفتہ سر کہاں

سحر کہہ اٹھو جب اپنا شوخِ فتنہ گر بولا
تو واصد مرحبا یا لختِ ہر زخمِ جگر بولا

شبِ وصل انقلابِ بخت نے یہ عشوہ دکہلایا
ادہر مہرِ فلک ڈوبا ادہر مرغِ سحر بولا

ترے مجنون کو سودا ہے انا لیلا نے جب کہیرا
بحالِ بیخودی اپنے ہی سے دو دو پہر بولا

مین ہون وہ طائرِ گویا کہ بعد از ذبح مقتل مین
جدا سر تن سے ہو کر بہی میرا ہر بال و پر بولا

پہاڑون پر نہ تہی منظور اسکو جلوہ کی رسوائی
بجا تہا گر صدائے لن ترانی طور پر بولا

حریمِ وصل مین ہم کشتۂ ناموسِ الفت ہین
گلا کاٹینگے خود اپنا اگر مرغِ سحر بولا

وہ بیرنگی کا پتلا ہے وہ شوخی کا ہیولا ہے
اک آفت ہے جدہر دیکہا قیامت ہے جدہر بولا

بتاؤ کون اسدم بحر و کان کا خون بہا لیگا
یکایک کہل کہلا کر مجہسے گر رشکِ قمر بولا

نہ بولا وصل کی شب مجہسے اور بولا تو یہ بولا
کہ تڑکہ ہو گیا لو دیکہو وہ مرغِ سحر بولا

کرینگی عندلیبین اپنی اپنی بند منقارین
کبہی اگر چمن مین طوطئ ناصر اگر بولا

دل وہی دل ہے جو وقفِ چشمِ فتان ہوگیا
سر وہی سر ہے جو صرفِ تیغِ بران ہوگیا

دیکہنا تہا اسکا چشمِ ناز سے میری طرف
غیر کا رنگِ تمنا مرغِ پران ہوگیا

ہوگیا وہ اپنے اندازِ نزاکت پر فدا
آئینہ آئینہ کے جوہر پہ قربان ہوگیا

رازِ الفت گریۂ بیجا نے کہولا غیر پر
درد کا عنوان جو تہا شادی کا عنوان ہوگیا

عکسِ وحدت سے اوڑا کثرت کا سامانِ وجود
برزخِ امکانِ ہستی عینِ عرفان ہوگیا

شوخیون نے چین دے اسکو نہ بزمِ ناز مین
کیا گلہ جب خود وہ اپنے سے گریزان ہوگیا

کہل گئے وہ غیر سے جب اونپہ کہولا رازِ دل
اس گرہ کو کہولکر مین خود پشیمان ہوگیا

دیکھتا کچھ غیر بھی حسنِ کشاکش کے مزے
اُنکا داماں جو کہ تھا میرا گریباں ہو گیا

عشق گیسوئے صنم میں وہ بڑھی آشفتگی
میرا افسانہ سُنا جس نے پریشاں ہو گیا

شعلہ رویوں کی محبت کا ہے یہ عکسِ مجاز
سوزِ دل اپنا جو شمعِ بزمِ عرفاں ہو گیا

گرد رہتا ہی پریزادوں کا حلقہ رات دن
میرا نقشِ بوریا نقشِ سلیماں ہو گیا

جب سے دل نے توڑ ڈالا جامِ ناموسِ غرور
عالمِ امکاں ہمارا زیرِ فرماں ہو گیا

جامۂ ناموس سے ناصر جو عریاں میں ہوا
تن کے ویرانے میں دل چون گنج پنہاں ہو گیا

کسی گل نے نہ دیکھا رنگ جذبِ الفتِ دل کا
مرے نالوں پہ کیوں ہوکا ہی گلبانگِ عنادل کا

تم آؤ شمع رو پروانہ بنکر شمعِ تربت پر
مزا ایسا دکھاؤں بعدِ مردن سوزشِ دل کا

کیا پاسِ نزاکت نے سبک کیا کیا دمِ کشتن
گراں جانی ہماری بار ہی بازوئے قاتل کا

جو دیکھا آئینہ توڑا طلسمِ خود نمائی کو
تماشا خوب دیکھا آپنے مدِ مقابل کا

خیالِ سُبحہ و زنار دل سے دور کرنا ہی
ملا دی کفر و دین سے رشتۂ قرب و بُعدِ منزل کا

نقاطِ دائرہ بنکر تو رہ وحدت کے مرکز پر
کہ جو ہی بُعدِ منزل کا وہی ہی قربِ منزل کا

دہانِ زخم سے پیہم صدائے سرگرانی ہی
پسِ کشتن بھی باقی ہی تقاضا تیغِ قاتل کا

مکاں گو لامکاں پایا نشاں کو بے نشاں پایا
کھلا یہ منزلِ عرفاں پہ جاکر عقدہ مشکل کا

نگاہِ یاس ہی اک تار ہی غفلت کے پردے کا
کدورت دل کی زنگِ آئینہ ہی روئے قاتل کا

وہ جسکو صور کہتے ہیں ترے دیوانوں کی ہو ہی
وہ غوغائے قیامت شور ہی بانگِ سلاسل کا

ابھی دل میں بہت کچھ حسرتِ نظارہ باقی ہی
یہ کہتا ہی دمِ کشتن پھڑکنا چشمِ بسمل کا

انا مجنوں کہا تارِ نفس سے سن انا لیلا
تری آنکھوں کا پردہ قیس ہی خود پردۂ محمل کا

بچا لوث گنہ سے زندگی کو اپنی اے ناصر
یہ ناقہ بار کش ہی روح کی پاکیزہ محمل کا

گرم جب روزِ قیامت ترا جولان ہوگا
مہرِ محشر بھی سوا نیزہ پہ حیران ہوگا

صبحدم تیغ بکف جب تو خرامان ہوگا
عیدِ قربان بھی ترے ناز پہ قربان ہوگا

بعدِ مردن بھی رہا سبزۂ رخسار میں محو
خطِ تقدیر بھی میرا خطِ ریحان ہوگا

اوس نے شمشیر دکھائی ہے مجھے ہنس ہنس کر
داغِ حسرت مرا اب کا ہے گو خندان ہوگا

بسکہ دلدادۂ روئے عرق آلودہ ہوں میں
اشکِ چشم اپنا ہر اک مہرِ درخشان ہوگا

جوشِ وحدت مجھے دکھلائیگا رنگِ ہمہ اوست
خارِ صحرا بھی ترا نشترِ مژگان ہوگا

نمک افشانی تکلیف نہ کر اے قاتل
شورِ الفت ہی سے ہر زخم نمکدان ہوگا

جسکو تو کہتا ہے میدانِ قیامت اے شیخ
وہ مرے شوخ کا اک گوشۂ دامان ہوگا

ناصرا پہلے ہی سے ترکِ خودی کر دیجو
آخرش کوچ سوئے شہرِ خموشان ہوگا

دکھا اے لذتِ دل استحالہ ناوکِ غم کا
کہ ہو جاری ہر اک ناسورِ دل سے چشمہ زمزم کا

مجھے غم تیری رسوائی کا تجکو میرے جینے کا
تجھے ہے غم مرے غم کا مجھے ہے غم ترے غم کا

یہاں تقدیر بگڑی گر وہاں زلفِ سیہ بگڑی
ستارہ تیرہ بختی کا مری دونو طرف چمکا

کیا پردے میں سوا پاسِ ناموسِ محبت نے
کہ عالم ضبطِ دل کا میرے افسانہ ہے عالم کا

تمہارے تفتہ جانوں کا پڑے گر عکس گلشن میں
بنے شعلہ جہنم کا گلوں پر قطرہ شبنم کا

کسی کی حسرتِ تیغِ نگہ کا محوِ لذت ہے
نہ رکھنا زخم پر مرہم کہ ہوگا زخم مرہم کا

نظر بدلی ہے کس مستِ نگہ نے آج محفل میں
وہ لوٹا جامِ گل وہ نقشا بگڑا کاسۂ جم کا

مرے ضبطِ درد سے منفعل جوشِ زلیخا ہے
مرے عصمت کے پنجے کو نہ پہنچے پنجہ مریم کا

میں اپنے خانۂ دل میں جما کر آپ کا نقشا
تماشا دیکھتا رہتا ہوں نقاشِ دو عالم کا

یہ کہکر دم میں آتا ہوں مرے پہلو سے جاتے ہو
ترے دم میں ہم آتے پر بھروسا کسکو ہے دم کا

غزل پر ذوق کی تو نے لکھی ہے وہ غزل ناصر

سنیگا گر مخالف بھی بھریگا دم تری دم کا

ہوکے بے پردہ کبھو پھر کسیسے پردہ کیون ہوا
آنکھہ کی پتلی جو تہی ہوگیا پتلا کیون ہوا

چارہ گر کوئی نہ پایا دردِ دل کا یا خدا
گرد وا اسکی نہ تہی یہ درد پیدا کیون ہوا

وائے ناکامی کہ رحم آیا گلے پر رکھکے تیغ
انکو ذوقِ قتل کا تلخا یہ میٹھا کیون ہوا

گر نہین اسیرِ غبارِ شکوہ اعدا پڑا
دامنِ الفت ترا ایجان میلا کیون ہوا

آنکھہ دی پر آنکھہ سے دیکھا نہ حسنِ یار کو
اے شعاعِ حسن تو آنکھون کا پردا کیون ہوا

گر اثر کرتے نہین ہین نالہ ہائے عندلیب
گوشِ گل بہرا دہانِ غنچہ گونگا کیون ہوا

جلوہ معشوقِ ازل کا گر ہر اک شے مین نہین
قیس کو آہو بہی چشمِ مستِ لیلا کیون ہوا

تم تماشا گاہِ عالم گر نہین ہو میری جان
جسطرف گذرے ہر اک محوِ تماشا کیون ہوا

کفر توبہ توڑتے ہین ہمسو پر زاہد بتا
منع تہا پینا تو پیدا جامِ صہبا کیون ہوا

سبزۂ عارض سے سرپٹ گیا موسِ حسن
او ستمگر چاک اب خط کا لفافا کیون ہوا

گر سراپا شوق ہم آغوشئ جانان نہین
جہک گئے قدِ ناز کا آغوش تمنا کیون ہوا

لغزشِ قسمت ہے گردشِ چشمِ دلبر مین نہین
آبروئے حسرت کی ڈوبی آبِ خنجر مین نہین

معرفت کا نقش کسکے کاسۂ سر مین نہین
نورِ وحدت کا ہیولا کسکے پیکر مین نہین

خود پریشانی بلائین لے رہی ہے دور سے
جذبِ دل کا کیا اثر زلفِ معنبر مین نہین

کوئی قاتل سے اگر لایا ہی مژدہ وصل کا
بسمل آسا وجد کیون بالِ کبوتر مین نہین

غمزۂ غماز سے چھپکر عدو سے ہین دوچار
شوقِ نظارہ مرا کیا روزنِ در مین نہین

تم خیالِ قہر مین ہو من خیالِ مہر مین
تم بہی تو چکر مین ہو کچھہ مین ہی چکر مین نہین

تجکو ہی پاسِ جفا مجکو ہے سودائے وفا
جو ترے دلمین ہے ظالم وہ مرے سر مین نہین

خانۂ دل مین جا بجا نقشِ حسنِ صنم
جز طلسمِ رنگِ حیرت کوئی اس گہر مین نہین

وصل میں بھی شوقِ مضطر نے نہ بخشا چین ہائے ‎— پاس ہو بر میں مگر دلبر مری بر میں نہیں

میں اڑاؤں خاک جا کر وادیِ وحشت میں کیوں ‎— گیا مرا مرغِ تمنا دشتِ گلشن میں نہیں

ناصر انکو خاک چھانی وادیِ ظلمات کی
پھر بھی جز خاکِ فنا دستِ سکندر میں نہیں

گر اسمیں عشقِ حضرتِ خیر البشر نہو ‎— طوبا بہشت میں بھی کبھی بار ور نہو

ڈرا ہے انکا تدِ نظر امتحانِ جور ‎— کیا خوب ہو جو تیرِ نظر کارگر نہو

جاتا ہے سیرِ باغ کو وہ گل مگر یہ خوف ‎— نالوں سے بلبلوں کے کہیں دردِ سر نہو

اے شمعِ ضبطِ درد تو ہم دلجلوں سے سیکھ ‎— ہو سوز دل میں اور زبان پر اثر نہو

بیٹھو عدو کی دوش پہ سر رکھے ناز سے ‎— کیونکر وبالِ دوش مجھے میرا سر نہو

ہر دم یہ دل میں غیرتِ الفت کا جوش ہے ‎— میں آپ نامہ بر ہوں کوئی نامہ بر نہو

اشعار عاشقانہ جو پڑھتا ہے بار بار
دیکھو کہیں وہ ناصرِ آشفتہ سر نہو

حسنِ یکتا کا الٹ دے ذرا پردا کوئی ‎— اوس تماشائی کا پھر دیکھے تماشا کوئی

گلۂ ہجر کروں یا گلۂ جور کروں ‎— ہم نشیں میرا فسانہ نہیں سنتا کوئی

تا سحر جلوۂ بیباک نے بیخود رکھا ‎— وصل میں بھی ہوئی حاصل نہ تمنا کوئی

یوں تو مخلص بھی ہیں احبا بھی ہیں یار بھی ہیں ‎— حالِ دل اسکو سنائیں نہیں ایسا کوئی

میں بھی اندازِ محبت پہ فدا ہو جاتا ‎— میرے پہلو میں اگر ناز سے آتا کوئی

طلبِ حسن وہی ہے وہی شوقِ ارنی ‎— دیکھ لے جلوہ وہی ہو دے بھی موسا کوئی

جلوۂ شوخیِ وحدت ہے ہر اک شے سے عیاں
ناصرا پر نظر آتا نہیں بینا کوئی

جو آپکو آپے سے ہیں بھولائے ہوئے ‎— قسم تمہاری وہ ہیں دلمیں تمکو پائے ہوئے

دوئی کے نقش کو دل سے ہین ہم مٹائے ہوئے
ہم اُن مین اور وہ ہم مین ہین سمائے ہوئے

بگاڑے پھرتے ہین اپنا جو خانۂ ہستی
وہی تو دل مین تمہارے ہین گھر بنائے ہوئے

تو ہم سے سیکھہ لو کچھہ راہ و رسم مہر و وفا
کہ ہم ہین کوئے محبت مین خاک اڑائے ہوئے

ہمین اوٹھا مینگے نازو ادا ترے ظالم
کہ بارِ عشق و محبت ہین ہم اوٹھائے ہوئے

پلادے بادۂ عرفان کا جام اے ساقی
ہے فصل بادِ بہاری بہار لائے ہوئے

بھلا زمانے کی نظرون سے وہ چھپین کیونکر
تمہاری اونچی نظر کے ہین جو گرائے ہوئے

چھپاؤ باتین نہ شب کی کہ ہم بھی محفل مین
کھڑے ہوے تھے نظر اک طرف بچائے ہوئے

کہان کا خواب کدھر کا خیال کیسی نیند
ہم آج دل مین کسیسے ہین لگائے ہوئے

نہین کچھہ اُس بتِ کافر ہی کا گلا ناصر
ہین سب خدائی کے بت ایسے آزمائے ہوئے

کھل گئے زخمون کے منہ کیا جانئے کیا کہنے کو ہین
کیا نمکدانِ ستم کو لبے فرا کہنے کو ہین

آشنا آخر مری ناآشنائی سے تو ہین
ہے غضب پھر بھی مجھے ناآشنا کہنے کو ہین

اپنی جانب دیکھہ کر رُخ نالۂ دلسوز کا
دل جلا وہ کہتے کہتے مبتلا کہنے کو ہین

قتل کے ارمان مین خون ہو چکی ہین دل کی حسرتین
کوچۂ قاتل کو اب ہم کربلا کہنے کو ہین

سر پھوڑین اپنا دیوار سے کیونکر بوالہوس
بزمِ اعدا مین مجھے وہ آشنا کہنے کو ہین

اپنی ہستی سے گذر کر ہستِ مطلق ہونگے ہم
کہتے کہتے الفنا ہم البقا کہنے کو ہین

عالمِ صورت سے ہم سمجھو ہین معنی مین ہین غرق
بحرِ وحدت کا فلک کو بلبلا کہنے کو ہین

خاک اپنی ہو گئی اکسیر پامالِ صنم
آپکو ہم حضرتِ دل کیمیا کہنے کو ہین

جلوۂ وحدت کا دکھایا کیا حجابِ نظم مین
ناصرا ہم آپکو وحدت نما کہنے کو ہین

محفلِ رندان مین ہنگامِ مُل کا ہونا چاہئے
زہد کا قُل ہو چکا قلقل کا ہونا چاہئے

اک گلِ داغِ جنون بس ہے مری فریاد کو
بلبلِ نالان کو صرف اک گل کا ہونا چاہیے

گلستانِ داغِ دلمین ہے خیالِ زلفِ یار
صحن مین گلزار کے سنبل کا ہونا چاہیے

پردۂ ظلمات مین مستور ہے آبِ بقا
ہر سرِ لب حلقہ زن کاکل کا ہونا چاہیے

دل ہے میرا نالہ زن یادِ رُخِ دلدار مین
گل کے اوپر نالۂ بلبل کا ہونا چاہیے

قل ہو اللہ الصنم پھرنا ہماری قبر پر
تربتِ مخلص پہ ایسے قل کا ہونا چاہیے

رستخیزِ حشر سے کیا خوف ہے ناصر تجھے
سر پہ ظلِ پیشوائے کل کا ہونا چاہیے

یہ تو بتا دے بحرِ خدا دل
کسکی محبت مین تو جلا دل

گردشِ چشمِ یار مین آکر
مسے نمط ناحق کو پیا دل

آنکھونسے آنکھین آج ملا کر
شوخ ستمگر لے ہی اڑا دل

پیچ و خمِ گیسوئے صنم مین
آئی جو شامت جا ہی پھنسا دل

کوئی بتِ طناز مین جا کر
دیکھو مرا دل ڈھونڈو مرا دل

اسکے لئے سو رنج اٹھائے
پر نہ یہ کافر اپنا ہوا دل

زلفین دکھا کے چہرہ دکھا کے
آسان نہین ہے لینا مرا دل

دل کا پتا سینہ مین نہین ہے
کوئی ستمگر لے ہی اڑا دل

چپ جو سدا یون رہتے ہو ناصر
سچ کہو کس دلبر سے لگا دل

مین بندہ ہون ازل سے بارگاہِ شاہِ مردان کا
ابد تک سلسلہ جاری رہیگا میرے فیضان کا

صریرِ کلک مین ہے نغمہ وصفِ زلفِ جانان کا
طرازِ سورۂ واللیل ہے شیرازہ دیوان کا

مرا باغِ سخن ہے معرکہ خونِ شہیدان کا
نمایان کاٹ ہر مصرع سے ہے شمشیرِ بران کا

مین ہون محوِ تجلی اُس تجلی گاہِ یزدان کا
کہ خورشیدِ قیامت ذرہ ہے جسکے بیابان کا

نہ پوچھو دلجلو افسانہ مجھسے سوختہ جان کا
کہ ہے ہر داغ دل تیرہ مقابل مہر تابان کا

یہ کس شوخ چمن نے صحن گلشن کی طرف جھانکا
چٹکنے مین ہی غنچے لگے جو عالم زخم خندان کا

تماشا دیکھنا ہر چشم حق بین سے گلستان کا
چمن کا پتا پتا آئینہ ہے حسن عرفان کا

مین ہون مارا ہوا اُس شوخ کی برق تبسم کا
گمان ہے چشم گریان پہ کبھی میری رگ خندان کا

عجب انداز سے آتا ہے تیرا محو نظارہ
نہ غم ہے جور دشمن کا نہ خطرہ زجر دربان کا

کفن کسکا کہانکی سینہ کوبی کیسی واویلا
شہید ناز ہون کافی ہے سایہ تیرے دامان کا

اگر مد نظر ہے پردہ داری راز کشتن کی
تو پردہ ڈال مجھپر اپنے خون آلودہ دامان کا

مٹا ہے دل کسکی سرمگین آنکھون پہ پس پس کر
ہماری خاک سرمہ بنگئی چشم غزالان کا

کچھ ایسے دلنشین جلوے ہین شمع روے روشن کے
کہ میرے پہلوے دل مین ہے اک عالم چراغان کا

اوسیکو درد ہوگا کچھ غریق چاہ الفت کا
جو ہوگا چاہنے والا ترے چاہ زنخدان کا

یہی ہوگا بجاے نامہ اعمال محشر مین
مرے مرقد مین رکھ دینا ورق تصویر جانان کا

گران جانی نے مقتل مین کیا مجھکو سبک ایسا
کہ کشتون پر کھلا جوہر تمہاری تیغ بران کا

نظر کا پھیرنا کیا تھا پھرا ہے کفر و دین ہمسے
یہ دیکھا دور نرگس اُس ستمگر نا مسلمان کا

نہین یہ حلقہ زن کاکل لب شیرین جانان پر
چھپا ہے پردہ ظلمت مین چشمہ آبحیوان کا

ترے رخسار کا صفحہ ہے وہ آئینہ حیرت
کہ منہ تکتے ہین حیرت سے پریرو تیری حیران کا

کہان وہان بتون سے بچکے مین جب کعبے مین
لیا دل چھین اک عشوہ سے مجھسے ہی مسلمان کا

دماغ اپنا گدائی مین ہے بام ہفت گردون پر
سمجھتو سامنے ہے بوریا تخت سلیمان کا

نظر آتے ہین اسمین جلوہ ہاے شاہد وحدت
مرا ہر شعر گلدستہ بنا ہے طاق عرفان کا

سنیگا میرا مرقد مرجع شاہ و گدا ناصر
شہید ناز ہون بگڑنگی شاہ شہیدان کا

ہوا ہے جب سے سودا سر مین زلف عنبر افشان کا
سیہ بختی مین جلوہ ہے ہماری صبح خندان کا

میری آنکھونسی کر نظارہ غافل [illegible] کا
کہ ہے عرفانِ وحدت زمزمہ ہر مرغِ بستان کا

نمک اے چارہ گر چارہ تو میرے زخمِ خندان کا
کہ ہے یہ یادگار ابرو کمان کے تیرِ مژگان کا

دمِ گریہ تصور دل مین ہے اک روئے خندان کا
مری بزمِ محبت ہے نمونہ برق و باران کا

مرے سینہ کے زخمونکا جو تھا مدِ نظر سینا
لگانا تھا تمھین تارِ نگاہِ ناز کا ٹانکا

نقاب اُسنے رخِ روشن سے جب اُلٹی شبِ وعدہ
تو روشن ہو گیا خرمن پہ گرنا برقِ سوزان کا

رُلانا اسطرح ہنسکر یہ بدلا کس خوشی کا ہے
سوال اوسکے تبسم سے ہے یہ زخمِ خندان کا

مری وحشت سے کیا کیا تنگ ہو میدان محشر کا
کسی کے ہاتھ آجائے جو گوشہ اونکے دامان کا

نہ پوچھو حالتِ سود و زیان بازارِ الفت مین
کہ ہے ہر اہلِ دل سودا زدہ زلفِ پریشان کا

بجائے اشک آنکھون سے پیالے گرتے ہین اخگر
جو یہ آغاز ہے انجام کیا ہو سوزِ پنہان کا

قفس مین جان دیدی بیٹھی یہ کہکر بلبلِ نالان
الہٰی یارب تمام ہوتا گلستان الفتکے زندان کا

ہمارے دلکے ہلنے نے ہلایا بزمِ اعدا کو
تماشا خوب ہے اس بت نے دیکھا سنگ لرزان کا

ہوا شوقِ عرفان مین اُڑا کرتا ہے مرغِ دل
مجھے تختِ سلیمان ہو گیا تختہ گلستان کا

پرِ پروانے سو ہین مرقد مین کیا کیا پاؤن پھیلائی
چھپا شہرِ خموشان مین عجب عالم پرستان کا

دلِ پر درد کو وہ مشتری وش جانچکر بولا
کوئی خواہان نہین بازار مین اس جنسِ ارزان کا

رضائی یار مین مرنا ہے انکا مشرب و ملت
نہ پوچھو کچھ فسانہ عاشقون کے دین ایمان کا

قلندر وش ملامت کیش ہے ہر عارفِ کامل
انہین سے عقدہ حل ہوتا ہے ہر گبر و مسلمان کا

بھری محفل کو پڑھ جائینگے لالے جانکی ناصح
فسانہ میری الفت کا فسون ہے چشمِ فتان کا

اوٹھے ہین سیکڑون فتنے مچی ہے چار سو ہلچل
بگڑنا کھیل ہم سمجھے تھے گیسوئے پریشان کا

پڑا کیون تفرقہ مین جلد پی ناصر مئے وحدت
کہ ہے اس میکدہ مین ایک مشرب کفر و ایمان کا

اگر مدِ نظر ہے دیکھنا گلزارِ عرفان کا
تو نظارہ ادب سے کر مرے ابیاتِ دیوان کا

تصور دل میں جب آیا ترے روئے درخشاں کا
تو بکھرا آنکھ میں بن بن کے نقشا مہر تاباں کا

زباں پر ذکر تھا میری لب رنگین جاناں کا
اوڑا کافور ہو کر رنگ رخ لعل بدخشاں کا

سبق لے پتے پتے سے تو جا کر صنع یزداں کا
معلم ہے ہر اک نخل چمن اوراق عرفاں کا

دل وابستہ میں ہے سیر حاصل مفت جنت کی
تماشا دیکھتا ہوں ایک غنچہ میں گلستاں کا

ادب سے آکے لیتے ہیں قدم بلقیس وش میرے
مرے نقش قدم میں ہے اثر نقش سلیماں کا

بہ ترک ماسوا کے روز و شب خلوت میں ستا ہے
نشیمن پوچھتے ہو کیا ہمارے طائر جاں کا

اوڑا کرتا ہے پرچم میرا بام عرش اعظم پر
ہما کہتے ہیں جسکو نام ہے میرے مگس راں کا

مرا دل قلزم توحید و عرفان الٰہی ہے
بنا ہے جان جان عارفاں ہر شعر دیواں کا

زیارت کر جو کرتا ہے ہمارے کعبۂ دل کی
کہ ہے ساقی یہی اور ہے یہی میخانہ عرفاں کا

رسائی نے مرے دل کی مجھے پہنچا دیا واں تک
جہاں رتبہ ہے تیرا عقل کل طفل دبستاں کا

مرے پہلو میں ہے خورشید عرفا جلوہ گر زاہد
میں عاشق ہوں جناب غوث اعظم شاہ جیلاں کا

ترا دل ناصحا ہم سیلے کیا ڈالیں جہنم میں
نہ زخمی تیغ ابرو کا نہ گھایل تیر مژگاں کا

یہ کس کس جیب و داماں کے کریگا دیکھو ٹکڑے ہی
تمہارا مسکرا کر منہ پہ لینا گوشہ داماں کا

مئے عشرت کے ساغر چل رہے ہیں بزم دشمن میں
وہ پردہ کھل گیا پہچان شکن کے عہد و پیماں کا

ملا ہے خاک و خون میں شیوہ ہائے فتنہ پردازی
بجا ہے فتنۂ دوراں لقب اُس چشم فتاں کا

نکلتی حسرت دل کسطرح اپنی دم کشتن
کہ تھا وقت طپیدن پاس قاتل تیرے داماں کا

الٰہی وہ بھی دن آئیں کہ بزم اہل باطن میں
شب مہتاب میں سماں کلیر کے میداں کا

کہاں فرصت بھلا فکر سخن کی مجکو اے ہمدم
بجا لایا مگر ارشاد یاران سخنداں کا

کسیکی دسترس ہو میرے اوج فکر پر کیونکر
نہیں آتا ہے سایہ ہاتھ ناصر مرغ پراں کا

فتور ہے کچھ ضرور اسمیں نہیں یہ چھیڑ انکی بے سبب ہے
کسی سے ملنے کی آج شب ہے جو شام ہی سے مری طلب ہے

جفا سے غبت وفا سے نفرت نہ اپنی کہنی نہ میری سنی
تمہیں صبا کے لئے بتاؤ کہ دوستی کا بھی کوئی ڈھب ہے

زمیں صحرا رفیقِ مجنون جلیسِ فرہاد چشمِ پر خون
ہزار دن لقا ہیں ہمارے نہیں ہیں عاشق بھی اک لقب ہے

یہ بات کیا ہی جو آج خوش خوش وہ سب سے پہر ہیں گھر میں
مگر کسی سے یہ سن لیا ہی کہ عاشقِ زار جان بلب ہے

کوئی یہ مہرِ فلک سی کہدے قسم ہی تجکو حبیبِ حق کی
نہ روزِ محشر تلک نکلنا کہ آج وصلِ صنم کی شب ہے

جو اپنے سینہ پہ ہاتہہ رکہا وہ کچھہ سمجھکر خوشی سے آکر
دیا جو پیغامِ وصل میں نے تو بولے ہی ہی یہ کیا غضب ہے

ہوئی ہی کس شوخ سے محبت بدل گئی ہی تمہاری صورت
ٹپکتی ہی ہر سخن سے حسرت کہو تو ناصر یہ کیا سبب ہے

تمت ۔۔ ۲۴ ہجری ۱۳

تقریظ ریختہ کلکِ جواہر سلک گرامی عالی خاندان رئیس ابن رئیس امیر ابن امیر محب الفقرا و الاولیا ذا المجد و الاحسان مقبول خواجگان صوفی با صفا متقی و پارسا باذل دریا دل جامعِ فنون و علوم جناب حکیم محمد ولایت علیخان صاحب کلیم خلفِ ارشد جناب حکیم سعادت علیخان صاحب رئیسِ اعظم قصبہ آنولہ ضلع بریلی چشتی صابری قادری دامت مجدہم

غزل

بسوئے شمع روئے یار کے در انجمن رفتم
کہ چون پروانہ بہرِ سوختن از جان و تن رفتم

چو شیخِ وقت ناصر در نگاہم کس نمے آید
بفکرِ این عدن رفتم یمن رفتم ختن رفتم

ز فیضِ حضرتِ ناصر گذشتم از غم و شادی
رسیدن کے تواند ہر کسی آنجا کہ من رفتم

خیالِ کوچۂ ناصر بوحشت چون بدل آمد
ز کف بگذاشتم دامانِ صحرا در چمن رفتم

کلیم از گفتگوئے عشق و الفت شیفتہ گشتم	نہ یارم پیش من آمد نہ پیش یار من رفتم

یا حنانُ یا منانُ یا رحمانُ یا سبحانُ تری حمد اور تیرے حبیب کی نعت کس سے ادا ہو سکتی ہی
جنات عاجز ملائک متحیر انسان پشیمان بجز اس شعر حضرت مرشد نا قبلہ مولانا خواجہ ناصر
دامت مجدہم کے اور کیا کہہ سکتا ہون ے دینگے یہی سوال نکیرین کا جواب ؎
ہم امتِ رسول ہین بندے خدا کے ہین ۔ صل اللہ سبحان اللہ اس موسم دلکش مین
یارانِ طریقت کا غول سرگرم گلگشت چمن ہی ہر گوشہ باغمین گرمی بازار شعر و سخن ہی
اِدہر جہومتے جہامتے مرے پیارے برادر دینی حافظ صوفی ولی اللہ صاحب و حافظ
چودہری اشفاق علیصاحب و چودہری مشاق علیصاحب و منشی عبد الخالق صاحب
و چودہری لطف علیصاحب وغیرہ گنوری حضرت قبلہ مولانا خواجہ ناصر دام برکاتہم کے
اشعار دلکش پڑہتے چلے آتے ہین ادہر میرے پیارے مست صہبائے چشت گرامی شان مرزا
غلام حیدر بیگ صاحب و غلام حضرت بیگ صاحب و قادر بخش صاحب و پیارے میان بنیسان بریلی و حکیم
اشفاق حسین صاحب و مولوی سید اشار علی صاحب و مولوی سید نظام علی صاحب و مولوی
برکت اللہ صاحب و مولوی مقبول احمد صاحب و شاہ محمد شفیع صاحب و خاکی شاہ صاحب وغیرہ
و منشی محمد ظہور صاحب پیلوی فکر تازہ مولانا خواجہ ناصر کی مدح سرائی کر رہے ہین اور عزیزم مولوی
سید یاد علیصاحب ذاکر مولف رسالہ چراغ محمدی و عزیزم سید محمد شاہ صاحب و عزیزم منشی محمد عبد اللطیف
صاحب لطیف و مولوی حکیم عبد الحمید صاحب تحسین بدایونی و حکیم عبد الغفار و حافظ قدرت اللہ و
منشی محمد سلیمان صاحب بدایونی و مولوی سید اشرف علیصاحب و مولوی صوفی عبد اللہ شاہ
صاحب و حکیم محمد شاہ صاحب گنوری غزلیں پڑہ پڑہ کر زندہ دلونکو مست و بیخود بنا رہے ہین
ادہر برادر دینی سردار عثمان صاحب ناظر و حکیم صغیر احمد صاحب عرش شاہزادہ وغیرہ رامپوری
اشعار سن سن سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ رہے ہین ادہر مجدد السنہ مشرقیہ حسان الہند
ابو ادریس مولانا حافظ احمد حسن صاحب شوکت مالک مطبع شوکت المطابع و اخبار

طوطئی ہند و شحنۂ ہند و گلدستہ پروانہ محلل نکات بیدل و حل کلیات غالب و قصائد
خاقانی و متنبی وغیرہ اپنے برادر ماموں زاد گرامی شان فخر خاندان شاگرد ارشد حضرت
مولانا خواجہ ناصر کا کلام دیکھ دیکھ اور زمزمۂ مدح و ثنا سن سن سرگرم دعائے درازی حیات
ہین ادھر حاجی الحرمین شریفین مقبول پیران زبدۃ الصلحا مولوی حافظ مشتاق احمد صاحب محدث
دہلوی فضائل مولانا ابو الاحسان مولوی محمد عبد الحق صاحب سہارنپوری ایسی لائق و فائق برادر
و شاگرد کا کلام مقبول خاص و عام ملاحظہ کرکے اور شہرت عام کا نظارہ کرکے بایں شعر مترنم ہین
کہ روز حشر جنت کو سیدھا جاؤن حبیب خدا کا لیا تھا ؛ ادھر مولانا خواجہ ناصر کے عم صاحب قبلہ
منشی حبیب حسن صاحب کلام سن سن کر اللہ تعالی کا شکر ادا کر رہے ہین ادھر عزیزم گرامی شان مولوی
محبوب احمد صاحب شرر اور مولوی محمد شبیت صاحب جودت و جناب حافظ محمد خانصاحب رونق
و حکیم مولوی عقیل الرحمان صاحب عقیل رامپوری اور میرے برادر خورد میرے قوت بازو حضرت مولانا خواجہ
صاحب کے پیارے حکیم محمد اسعد علیخانصاحب اور میرے بھتیجے مولوی محبوب علیخانصاحب کس کس ذوق و شوق سے
مزے لے لیکر مولانا حضرت ناصر ہی کے یہ اشعار پڑھ رہے ہین ؎ رسائی جادۂ مقصود تک ہو دیکھیے کیونکر
ہوئی جاتی ہے آخر عمر فکر قطع منزل ہین ؛ علاقہ مجکو کیا خوف شب تار جدائی سے ؛ خیال جلوۂ شمع رخ محبوب
ہی دل ہین ؛ الٰہی جو برا کہتے ہین مجکو یا سمجھتے ہون ؛ پڑین کانٹے زبانمین دشمنوں کی آبلے دل ہین ؛
اور عزیز القدر فیضان احمد صاحب خلف الصدق حضرت مولانا خواجہ ناصر مد ظلہم اور دیگران عزیزان
محمد مصطفی اور احمد مجتبی و شریف احمد و ظریف احمد وغیرہ نوآموز شعر و سخن سنکر سنتے بہکے جاتے ہین کہ
یہ حوصلے کیا ورکسی دل پلے ہین ؛ ایگل تری سواری کے گھوڑے ہوا ہین ؛ آنکھون مین سر لبخ ڈھیری
پاؤن مین حنا ؛ بیطرح آج ٹھاٹھ ہے بیوفا ہین ؛ منہ زاہدون کو اسنے دکھایا آج تک ؛ انداز دخت رز مین
کسی پارسا کے ہین ؛ ہوتا جہانمین آج سکندر تو دیکھتا ؛ آئینہ ہر قدم پہ تری نقش پا کے ہین
اکسیر کو جو خاک سمجھتے ہین ناصرا ؛ جو آشنا ہے فیض تری خاک پا کے ہین ؛ جدت پسندون عاشق
مزاجون خدا پرستون آزاد مشربون کی بن آئی ہے ہر طرف اشعار ناصر کا غل ہے جسے دیکھو اک

غزل پڑھ رہا ہے مست و متوالا بن رہا ہے اللہ اللہ کیا کلام پاکیزہ ہے کیا خوب فرمایا ہے
رہِ عدم کے مسافر کا کون ساتھی ہے ٭ یہ ساری بھیڑ فقط تا مزار چلتی ہے
سبحان اللہ دیوان ہے یا دیوانگان عشق کی خود رفتگی کا سامان ہے۔ رنگ آمیزے
مضامین سے ہر مصرع ہمشکل کہکشان نظر آتا ہے۔ فرہاد فکر کی جگر کاوی نے ہر سطر کو
اک جوئے شعر بنا دیا ہے۔ شیرین زبانی نے شاہد معنی کا حسن شیرین شورش حسن
ملاحت مین چمکا دیا ہے ماشاء اللہ چشم بدور۔ طبیعت ہے یا دریائے نور حکیمانہ صوفیانہ
قلندرانہ عاشقانہ رندانہ فلسفیانہ محبوبانہ عارفانہ غرض ہر رنگ ہر طرز پر مضمون کا
شعر آپکے کلام مین موجود آپکا حاسد آپکا بدگو آپکا عیب بین نکتہ چین سنگ بے نون
خار بے الف بود م بے دال ہے اور کیون نہ ہو حضرت شیخ وقت عالم و
فاضل جامع کمالات ظاہری و معنوی شیخ العلما والصلحا والامرا والحکما والغربا
والحفاظ حجتہ الصوفیا حبیب الاولیا مونا ناصر الدین احمد المشتہر ناصر السلام
ابو الفیضان مولوی محمد شفیع صاحب تخلص ناصر چشتی صابری قادری خلف الصدق
اور جانشین و صاحب ارشاد یگانہ دوران عالی خاندان نجیب الطرفین شریف الجانبین
عالی نسب والا حسب پیر دستگیر قلندر مشرب مرشد پاکان قبلہ سالکان عارف
کامل مرشدنا سیدنا مولانا حضرت خواجہ طفیل علی صاحب نور اللہ مرقدہٗ
کے ہین حضرت قطب الارشاد مولانا رجب علیشاہ صاحب غزنوی ثم کشمیری
قادری رحمتہ اللہ علیہ نے بھی آپکو اپکا خلیفہ اور مجاز صاحب ارشاد کیا ہے
آپکے عموی صاحب قبلہ زبدۃ الکملا و قدوۃ الصلحا حضرت قاری حافظ محمد صابر علیشاہ صاحب
رحمتہ اللہ علیہ نے بھی آپکو اپنی طرف سے تحریری اجازت و خلافت عطا فرمائی ہے
غرضکہ ہمارے شیخ پیر و مرشد دلجلون کے پیر سوختہ جانون کے دستگیر زندہ
دلون کے مقتدا اور دردمندون کے پیشوا عاشقون دلفگارون اشکبار دن کے

رہنما اپنے پیشوا ان کی طرح مشرب قلندرانہ رکھتے ہین آزاد منش پاک دل
پاک طینت ہین آپکی مجلس صحبت عجب لطف رنگین ہے دل کو لوث کدورت
نفسی سے پاک کر دیتی ہے آپکی صحبت بابرکت مین لطائف ستہ کو
ذکر الٰہی مین حرکت ہوتی ہے مینے اپنی ذات پر تجربہ کیا ہے اور واللہ
تجربہ سے کہتا ہون کہ مینے جو لطف و مزا اور ازدیاد ذوق الٰہی اور
رجوع الی اللہ کا رنگ اور طاعتِ الٰہی کا غلبہ اور روشنئ دل
اور گرمئ طلب جو حضرت مرشدنا مولانا خواجہ ناصر دامت افضالہم
کی شفقتِ و صحبت و الفت و اخلاص مین دیکھی اور خود مجکو حاصل ہوئی ہے وہ
مجکو کسی شیخ سے نہ حاصل ہوئی اور نہ یہ زور نسبت اور حدت شوق
کسی مین دیکھی کیا خوب حضرت نے فرمایا ہے ؎ کار باسبحہ و زنار ندارم ناصر
مذہب ماست زہر کافر و دیندار جدا ؛ اللہ اللہ سبحان اللہ کیا خوب فرماتے ہین
؎ غمت منشورِ آزادیست از ہر مشرب و ملت ؛ نمی دانیم مومن را و نہ شناسیم
کافر را ؛ اب حضرت خواجہ ناصر کے اس شعر پر مضمون کو تمام کرتا ہون
؎ رقیب سے جو وہ بگڑے تو بن پڑی ناصر ؛
تمام شب مرے چرچے اُس انجمن مین رہے ؛ اللہ تعالی اپنے
حبیب رسول پاک صدقے سے حضرت قبلہ مولانا خواجہ ناصر عم فیضہم
کی درازی حیات کرے اور آپ کے بدخواہون بدگویون حاسدون
ناہنجارون کو غارت کرے اور مخلصون کی اور دوستون کی عمر و دولت
و عزت مین برکت عطا فرمائے سع این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد
قطعہ لکھنے کی مجکو فرصت نہ ملی البتہ تاریخ سال طبع دیوان تصویر حیرت
سنہ ۲۴ ہجری ۱۳ سنہ

پر کلام کو ختم کرتا ہون۔ لیجیے اونکا نام نامی مین تو تحریر کرنا بہول ہی گیا جو اس بزم کے پیر مغان ہین اور جوش مستی اور غلبہ سرور ہین یہ شعر جہوم جہوم کر پڑہ رہے ہین ؎

ناصر کا بہی جواب نہین فنِّ شعر مین ٭ حُسن و جمال مین جو کوئی لاجواب ہے

وہ کون شیخ کے متوالے مرشد کے پیارے میرے دوست منشی دوست محمد خان صاحب مختار اور اُنکے صاحبزادہ بابو مقبول احمد وکیل اور اُنکے برادر خورد حاجی الحرمین شریفین منشی عبد اللہ خانصاحب ورخانصاحب کے لائق فائق محرر منشی عبد اللہ صاحب مظفر نگری اور میرے مرشد کے پیارے سائین محبت شاہ صاحب اور مرشد کے دیوانے وار اشرف علی خان صاحب عزیزم خورشید علیخان صاحب فرزند علیخانصاحب رئیس رائپور ضلع سہارنپور اور صاحب درد و سوز زندہ دل منشی مولوی ریاض الحسن صاحب ریاض دیوبندی اس شعر کو کس کس انداز سے پڑہ رہے ہین ؎

	بات وہ کُھد و آج ناصر سے جس سے پہر کوئی گفتگو نکرے	
۱۳	نبوی	۲۴

تمت

مطبع نادری واقع بریلی مین باہتمام نثار علی کے چہپا ٭